Journal of World Religions and Interfaith

ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)
Details: Vol. 5, Issue 1, Spring (January-June) 2026, PP. 65-77
HEC Recognition. no. 2(27) HEC/R&ID/RJ/24/630, Date: 16/4/2025, https://www.hec.gov.pk/english/services/faculty/journals/Pages/default.aspx
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/305
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/4447
Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title The Place of Women in Hindu Scriptures: A Historical Textual Analysis

Author (s): Zohra Malik
PhD Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University Sialkot; Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Sialkot, Pakistan.
Amir Hayat
Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University Sialkot, Pakistan.

Received on: 18 February, 2026
Accepted on: 24 March, 2026
Published on: 28 March, 2026

Citation: Malik, Zohra, Amir Hayat. (2026). The Place of Women in Hindu Scriptures: A Historical Textual Analysis. *Journal of World Religions and Interfaith Harmony*, *5*(1), 65–77. Retrieved from https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/4447

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ہندو مقدس ادب میں عورت کا مقام: تاریخی و متنی تجزیہ

The Place of Women in Hindu Scriptures: A Historical Textual Analysis

Zohra Malik
PhD Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University Sialkot; Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Sialkot, Pakistan, zahramalik486@gmail.com.
Amir Hayat (Corresponding Author)
Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University Sialkot, Pakistan, amir.hayat@gcwus.edu.pk.

Abstract

The position of women in any society reflects its moral, cultural, and ideological foundations. The Hindu social system, deeply rooted in religious traditions and classical texts, presents a complex and multifaceted view of women's status. While Hindu scriptures including the Vedas, Dharma shastras, and Smritis, often emphasize respect and spiritual significance for women, social practices have historically imposed various limitations on their roles and rights. It also looks into how these textual ideals were put into practice as social norms during various historical eras. Understanding this contrast between textual ideals and social realities is essential for a comprehensive analysis of women's position in Hindu society. This study seeks to critically examine the religious and social dimensions that have shaped the status of women across different historical periods. This study aims to present a balanced and critical understanding of the position of women in the Hindu social system by employing a qualitative and analytical research methodology. The findings contribute to interfaith and comparative social discourse by highlighting the complexities and contradictions inherent in traditional social structures.

Keywords: Hindu society, status of women, religious traditions, social realities.

تعارف

کسی بھی معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل افراد، یعنی مرد و عورت، سے ہوتی ہے، اور عورت خاندان جیسے مرکزی اور نہایت اہم ادارے کی اساس سمجھی جاتی ہے۔ ہر معاشرے میں عورت کا مقام اس کی تہذیبی اور مذہبی اقدار کی عکاسی کرتا ہے۔ ہندو معاشرے میں عورت کے مقام و مرتبہ کے حوالے سے ایک متضاد اور پیچیدہ رویہ دیکھنے میں آتا ہے۔ ہندو مذہبی متون اور دھرم شاستروں کے مطالعے سے دو طرح کی حقیقت سامنے آتی ہے ایک یہ کہ بعض ادوار اور مواقع پر عورت کو "دیوی" کا درجہ دے کر انتہائی احترام اور تقدیس سے نوازا گیا، اسے خاندان کی عزت اور ترقی کا ضامن قرار دیا گیا۔ جب کہ بعض حالات میں اسے بدشگونی اور نحوست کی علامت قرار دے کر بنیادی انسانی اور سماجی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ عورت کو ایسے غیر اخلاقی اور انسانیت کے منافی سلوک کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اسے حقارت اور ذلت جیسے تاریک رویّوں کا سامنا کرنا پڑا۔ "نیوگ" اور "ستی" جیسی رسومات ہندو معاشرے میں عورت کے ساتھ روا رکھے جانے والے ان ظالمانہ اور اخلاق سوز رویّوں کی واضح مثالیں ہیں۔

قدیم ہندو معاشرے میں عورت ایک قابلِ رشک مقام کی حامل تھی۔ ویدک عہد سے لے کر برہمنا عہد تک کی تمام مقدس کتب اور روایات گواہی دیتی ہیں کہ عورت سماج میں قابل تکریم ہستی تھی۔ معاشرتی، معاشی اور مذہبی اعتبار سے ان کا مقام بالکل مردوں کے مساوی تھا۔ لیکن بعد ازاں ہندومت پر جب بیرونی اثرات بالخصوص ایرانی تہذیب کے اثرات پڑے تو عورت کی حیثیت بھی گھٹتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ عیسوی دور کے آغاز سے پہلے ہی ہمیں عورت بالکل ہی بے سود اور مجبور مخلوق کے طور پر نظر آتی ہے۔[1]

ہندو مقدس ادب میں عورت کے مقام کا مطالعہ مذہبی، سماجی اور تاریخی تناظر میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ ہندو متون نہ صرف مذہبی تعلیمات کا سرچشمہ ہیں بلکہ برصغیر کی تہذیبی و معاشرتی ساخت پر بھی گہرے اثرات رکھتے ہیں۔ ویدوں، اپنشدوں، دھرم شاستروں اور دیگر ہندو ادب میں عورت کی حیثیت مختلف ادوار میں مختلف انداز سے بیان ہوئی ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کا مقام ایک جامد تصور نہیں بلکہ تاریخی ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ اس موضوع پر تحقیق اس لیے بھی اہم ہے کہ اس کے ذریعے مذہبی متون اور عملی معاشرت کے درمیان تعلق کو سمجھا جا سکتا ہے، نیز یہ تحقیق جدید مباحث جیسے حقوقِ نسواں، مذہب اور معاشرتی تشکیل کے باہمی تعلق کو واضح کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ نیز یہ تحقیق تقابلی مذہبی اور سماجی تحقیقات کے لیے بھی ایک اہم بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مقالہ ہذا میں درج ذیل بنیادی سوالات کو سامنے رکھا گیا ہے:

1. ہندو مقدس ادب میں عورت کے مقام و مرتبہ اور حیثیت کو کس انداز میں بیان کیا گیا ہے؟
2. ہندو متون میں عورت کے مقام و مرتبہ کے روشن و قابل اصلاح پہلو کون کون سے ہیں؟
3. ویدک عہد، بعد از ویدک دور اور دھرم شاستروں کے زمانے میں عورت کے مقام میں کیا تبدیلیاں واقع ہوئیں؟

اس تحقیق میں بنیادی طور پر تاریخی و تجزیاتی (Historical and Analytical) منہج اختیار کیا گیا ہے۔ اس کے تحت ہندو مقدس متون جیسے وید، منوسمرتی (دھرم شاستر) اور بھگوت گیتا کی تعلیمات کا تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ عورت کے مقام سے متعلق تصورات کو اصل ماخذ کی روشنی میں سمجھا جا سکے۔ اس تحقیقی عمل میں تقابلی و تنقیدی طریقہ کار بھی اختیار کیا گیا ہے جس کے ذریعے مختلف ادوار کے متون کا باہمی موازنہ کرتے ہوئے

[1] محمد شارق، حافظ، ہندومت کا تفصیلی مطالعہ (کراچی: ادارۂ تحقیقاتِ مذاہب، ۲۰۲۱ء)، 352۔

Muhammad Shāriq Ḥāfiẓ, *Hindūmat kā Tafṣīlī Muṭālaʿah* (Karachi: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Mazāhib, 2021), 352.

عورت کی حیثیت میں آنے والی سماجی تبدیلیوں کو واضح کیا گیا ہے۔ ثانوی ماٰخذ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے تاکہ موضوع جامع انداز میں پیش کیا جا سکے۔ اس طرح اس تحقیق میں تاریخی شواہد اور متنی تجزیے کے امتزاج سے متوازن علمی نتائج تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہندو مقدس ادب میں عورت کا سماجی مقام

ہندو دھرم کی تاریخ چونکہ ہزاروں سال پر محیط ہے اس لئے اس معاشرے میں عورت کی سماجی حیثیت ہر گزرتے وقت کے ساتھ تبدیلی آتی رہی۔ ابتدائی زمانے (ویدک دور) میں عورت ایک خود مختار انسان کی حیثیت رکھتی تھی، عورت کو مذہبی رسومات میں شرکت کرنے اور انکی ادائیگی میں مکمل آزادی حاصل تھی، وہ تعلیم حاصل کرنے میں بھی پابندیوں سے مبرّا تھی اور ہر طرح کے فیصلوں میں اسکی رائے لینا اور بحث و مباحثہ میں شمولیت کو بھی سراہا جاتا تھا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ جیسے جیسے دھرم شاستر مرتب ہوئے اور معاشرے کے لئے قوانین مرتب کئے گئے تو عورت کی سماجی اور معاشرتی حیثیت کو محدود کیا جانے لگا۔ اسے مرد کی سرپرستی میں رکھتے ہوئے اس کے سماجی دائرے کو محدود کر دیا گیا۔ خود مختار سے اسے نسبتاً سماجی طور پر کمزور اور بے اختیار کر دیا گیا۔

کتب مقدسہ روایات گواہی دیتی ہیں کہ ویدک عہد سے لے کر برہمنا عہد یعنی جدید ہندو دھرم کی تعمیر سے قبل تک ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا مقام بہتر تھا اور انہیں عزت و احترام سے دیکھا جاتا تھا۔ اس دور میں مرد و خواتین دونوں کو تعلیم کا حق حاصل تھا لیکن برہمنا عہد کے بعد جب ذات پات کا نظام مستحکم ہو گیا اور معاشرہ انتشار کا شکار ہوا تو اس کے اثرات سے عورتیں بھی محفوظ نہ رہیں۔ اس دور میں جہاں برہمنوں کو اعلیٰ مراعات دی گئیں وہیں شودر اور عورتوں کو نہایت ذلیل قرار دیا گیا۔ ہندو دھرم میں کہیں مذہبی قوانین کے نام پر عورت کی حق تلفی اور تذلیل کی جاتی ہے تو کہیں دھرم اور خاوند سے وفا کے نام پر اسے "ستی" کی نظر کر دیا جاتا ہے۔ قانون مقدس میں عورت کے تمام حقوق ایک شودر کے مساوی ہیں جو معاشرے کی بدترین ذات کہلاتی ہے۔[2]

روشن پہلو

ہندو مذہب کے دھرم گرنتھوں یا مقدس متون کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں ایسے شلوک یا تعلیمات نظر آتی ہیں جن میں عورت کی بے انتہا تعریف و توصیف کی گئی ہے اور ان کے ساتھ بہترین سلوک کی ہدایت بھی کی گئی ہے۔ عورت کو بے حد درجہ عزت اور ہر معاملہ میں ان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اس حوالے سے چند ایک اقتباسات درج ذیل ہیں۔

جس جگہ عورتوں کی عزت اور تکریم کی جاتی ہے وہاں دیوتا خوش ہوتے ہیں، اور جہاں عورتوں کی عزت نہیں کی جاتی وہاں تمام اعمال بے ثمر ہو جاتے ہیں۔[3]

جس خاندان میں عورتوں کو تکلیف ہو وہ خاندان بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جہاں عورتوں کو آرام ہو وہ ہمیشہ پھلتا پھولتا ہے۔[4]

---

[2] محمد شارق، حافظ، ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی مطالعہ (کراچی: قرطاس پبلشرز، ۲۰۱۰ء)، 188۔

Muḥammad Shāriq Ḥāfiẓ, *Hindū Dharm aur Islām kā Taqābulī Muṭālaʿah* (Karachi: Qirṭās Publishers, 2010), 188.

[3] منو سمرتی: ادھیائے 3، شلوک 56

Manu Smṛti, Adhyāya 3, Śloka 56.

[4] منو سمرتی: ادھیائے 3، شلوک 57

Manu Smṛti, Adhyāya 3, Śloka 57.

ویدک عہد میں عورتوں کے سماجی مقام و مرتبہ کے بارے میں رماشنکر کہتے ہیں کہ:

ریگ ویدی آریاؤں کی خانگی زندگی کافی خوشگوار تھی۔ عورتیں اپنے شوہروں کے انتخاب میں کافی حد تک آزاد تھیں۔ شادی کے بعد وہ شوہر کے زیر امن و عافیت کی زندگی گزارتی تھیں۔ ان کی عزت اور ان کے اختیارات اس زمانے میں آج کل کی عورتوں کے مقابلے میں شاید زیادہ تھے۔ وہ گھریلو معاملات میں پورا اختیار رکھتی تھیں اور شوخ لباس اور زیورات پہن کر قربانیوں اور گھریلو رسموں میں شرکت کرتی تھیں۔ عورتوں کو علیحدہ رکھنے کا کوئی رواج اس زمانے میں نہیں تھا اور نہ عورتوں کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی تھی۔ عورتیں تعلیم یافتہ ہوتی تھیں اور بعض مثلاً ایالہ، دشوورا اور گھوشا رشیوں کی طرح منتر تصنیف کرتی تھیں۔ اخلاقی معیار نسبتاً بلند تھا۔[5]

قدیم ویدک دور میں جس طرح عورت کو معاشرتی طور پر عزت دی گئی اسی طرح اسے تعلیم حاصل کرنے کی بھی ترغیب دی جاتی تھی، نہ صرف دنیاوی تعلیم بلکہ مذہبی علوم اور فکری مباحث میں بھ حصہ لینے کا بھرپور موقع دیا جاتا تھا۔ عورت کی تعلیم کو معاشرے کی کامیابی کا ذریعہ گردانا جاتا تھا۔

اندرانی (عورت) فوج کی قیادت کرے وہ ہمیشہ فاتح رہی ہے۔[6]

اے عورت تم اپنی صلاحیت سے علم کا خزانہ ہو کر دیووں کی کامیابی اور بہترین لطف کے لیے اس گھر میں رہو۔[7]

معاشرے میں عورت اور مرد کی مساوی حیثیت کے بارے میں لاجپت رائے اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ:

قدیم ہندوستان میں نظریاتی اور عملی دونوں اعتبار سے عورت کا درجہ اگر مرد سے اونچا نہیں تو برابر ضرور تھا، تعلیم اور شادی کے سلسلے میں دونوں کا درجہ برابر تھا۔ لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کا برابر حق حاصل تھا اور اس میدان میں ان کی امنگوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی تھی۔ لڑکے اور لڑکیوں دونوں ہی کو تعلیم حاصل کرنے کی تلقین کی جاتی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ لڑکیوں کے لیے عرصہ تعلیم مقابلتاً کم تھا۔ شادی کے لیے لڑکیوں کی عمر کم از کم سولہ سال اور لڑکے کے لیے پچیس سال مقرر تھی۔ یہ تفاوت دونوں صنفوں کے جسمانی فرق سے متعلق ہندو نظریے پر مبنی تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رفیق یا رفیقہ حیات کے انتخاب میں لڑکے اور لڑکی دونوں کو یکساں مواقع حاصل تھے۔[8]

قابل اصلاح پہلو

[5] رماشنکر ترپاٹھی، قدیم ہندوستان کی تاریخ، مترجم سید سخی حسن نقوی (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 1981ء)، 58۔

Ramā Shankar Tripāṭhī, *Qadīm Hindustān kī Tārīkh.* Translated by Sayyid Sakhī Ḥasan Naqvī (Nai Dihlī: Qaumī Council barā-yi Farogh-i Urdū Zabān, 1981), 58.

[6] اتھروید: کانڈ 1، سوکت 27، منتر 4

Atharva Veda, Kāṇḍa 1, Sūkta 27, Mantra 4.

[7] یجروید: ادھیائے 14، منتر ۳

Yajur Veda, Adhyāya 14, Mantra 3.

[8] رائے، لالہ لاجپت، آریہ سماج کی تاریخ، مترجم کشور سلطان (نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، 1977ء)، 150

Lālā Lajpat Rāy, *Ārya Samāj kī Tārīkh*, mutarjim Kishwar Sulṭān (Nai Dihlī: Taraqqī Urdū Board, 1977), 150.

دھرم شاستروں کی تصنیف کے دور میں عورت کے سماجی، معاشرتی اور خاندانی طور پر اس کے ختیارات کو محدود کر کے اسے جس طرح لاچار اور مجبور مخلوق کا درجہ دے دیا گیا، اور ہر معاملے میں اس کی آزادی کو سلب کیا گیا اس کا اندازہ ہندو متون کی تعلیمات سے لگایا جاتا ہے۔ خاندانی طور پر اس خود مختاری کم کر کے اسے باپ، شوہر اور پھر اس کے بیٹے کی سرپرستی تک محدود کیا گیا، جس سے اس کی تعلیم اور آزادئ رائے کم ہوتی چلی گئی اور عورت کا کردار صرف گھر کی ذمہ داریوں تک محدود ہو گیا۔

عورت کو پتی کے ذریعہ سے بے اختیار رکھنا چاہیے۔ اور جو عورت اور شے کی خواہش رکھتی ہو۔ اس کو بالکل آزادی نہ دینی چاہیے۔ بلکہ وہ مالک کے ساتھ رہے۔[9]

عورت نابالغ ہو، جوان یا بڈھی ہو، گھر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے۔[10]

مشاورت کے وقت احمق، گونگے، اندھے، بہرے، جانور، عمر رسیدہ، عورت، غیر مہذب، علیل اور کسی عضو کی خامی کے شکار کو شامل نہ ہونے دے۔[11]

عورت کی خود مختاری کو نہ صرف ختم کیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہونے والے ظلم کو بھی کوئی بڑا جرم یا گناہ تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ کسی جرم کی صورت میں مجرم کو کوئی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ اخلاقی طور پر بھی عورت کو کمتر اور پست تصور کیا جاتا ہے۔

عورتوں کا قتل مہاپاپوں میں شمار نہیں ہوتا، مجرم بس اپنی ذات سے گر جاتا ہے۔[12]

عورت کو تعلیم سے آراستہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کی عقل ناقص ہوتی ہے۔[13]

عورت شدہ اور کمینہ ان تینوں کو وید سننے کا حق نہیں۔[14]

صغرا مہدی اپنی کتاب میں ہندو معاشرے میں عورت کی حیثیت کو کچھ اس طرح واضح کرتی ہیں:

ہندو مذہب میں بے شمار عیوب عورتوں سے منسوب کر دیے گئے ہیں ان کو بھی شودروں کی طرح ویدوں کو پڑھنے کی اور قربانی میں حصہ لینے کی ممانعت ہے۔ دھرم شاستر کی رو سے بچپن میں عورت کو باپ کے زیر فرمان رہنا چاہیے، جوانی میں شوہر کے اور شوہر کے انتقال کے بعد بیٹوں

---

[9] منو سمرتی: ادھیائے 9، شلوک 2

Manu Smṛti, Adhyāya 9, Śloka 2.

[10] منو سمرتی: ادھیائے 5، شلوک 147

Manu Smṛti, Adhyāya 5, Śloka 147.

[11] منو دھرم شاستر: ادھیائے 7، شلوک 149

Manu Dharma Śāstra, Adhyāya 7, Śloka 149.

[12] منو دھرم شاستر: ادھیائے 11، شلوک ٦٧

Manu Dharma Śāstra, Adhyāya 11, Śloka 67.

[13] رگ وید: منڈل 8، سکت 33، منتر 17

Ṛg Veda, Maṇḍala 8, Sūkta 33, Mantra 17.

[14] بھگوت گیتا: ادھیائے ۲، شلوک 24

Bhagavad Gītā, Adhyāya 2, Śloka 24.

کے، وہ خود مختار کبھی نہیں رہ سکتی۔ اس کا تصور محض ماں اور بیوی کی حیثیت سے کیا جاتا ہے اور اس کے یہی رول مثالی سمجھے جاتے ہیں۔ ایک مثالی بیوی وفادار اور بے زبان ہوتی ہے اس کا دھرم شوہر کی خدمت ہے۔[15]

معاشی حیثیت

دھرم شاستروں کی تصنیف سے قبل ویدک دور میں ہندو معاشرے میں عورت کو نسبتاً زیادہ معاشی آزادی اور خود مختاری حاصل تھی۔ اس دور میں عورت کو جائیداد رکھنے اور وراثت میں حصہ دینے کا رواج پایا جاتا تھا۔ تعلیم یافتہ خواتین مذہبی و فکری مجالس میں شرکت کے ساتھ ساتھ معاشی فیصلوں میں بھی رائے رکھتی تھیں۔ عورت کی محنت اور کردار کو خاندان کی معاشی خوشحالی کا اہم عنصر سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح شاستری قوانین کے نفاذ سے پہلے ہندو معاشرے میں عورت کی معاشی حیثیت نسبتاً مضبوط اور باوقار تھی لیکن ویدک دور کے بعد معاملات اس کے برعکس صورتحال اختیار کر گئے۔

روشن پہلو

ویدک دور میں ہندو معاشرے میں عورت کو وراثت کے حوالے سے بھی ایک محدود مگر تسلیم شدہ حق حاصل تھا۔ بیٹی کو بعض صورتوں میں باپ کی جائیداد میں حصہ دیا جاتا تھا، خصوصاً اس وقت جب خاندان میں کوئی مرد وارث موجود نہ ہو۔ شادی کے وقت عورت کو ملنے والا مال و دولت اس کی ذاتی ملکیت شمار ہوتا تھا، جس پر اسے مکمل تصرف کا حق حاصل تھا۔ اس طرح ابتدائی ویدک معاشرے میں عورت کی معاشی خود مختاری وراثت اور ذاتی ملکیت دونوں صورتوں میں کسی حد تک تسلیم کی جاتی تھی۔

وقت شادی کے اگنی کے روبرو والد وغیرہ نے جو مال دیا ہو اور رخصت کے وقت جو مال دیا جاتا ہے اور خوشی سے جو شوہر دیتا ہے، بھائی نے جو دیا ہو، والد نے جو دیا ہو اور والدہ نے جو دیا ہو یہ چھ قسم کے مال عورت کے ہوتے ہیں۔[16]

مقدس متون کے مطابق یہ چھ مد ہم کے مال عورت کے اپنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے عورت کی اجازت کے بغیر تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا مال بغیر اجازت کے استعمال کرے تو دھرم گرنتھوں کے مطابق وہ دوزخی اور سخت گنہگار ہو گا۔

سب بھائی علیٰحدہ علیٰحدہ اپنے اپنے حصہ سے چوتھا حصہ ہمشیرہ کو دیویں۔ نہ دیویں تو وہ ذلیل ہوتے ہیں۔[17]

قابل اصلاح پہلو

جس طرح معاشرتی طور پر عورت کی آزادی اور خود مختاری کو ویدک دور کے بعد قدغن لگائی گئی بالکل سی طرح معاشی طور پر بھی اس کا استحصال کیا گیا۔ دھرم گرنتھوں اور دھرم شاستروں کی تعلیمات کی روشنی میں عورت عمر کے کسی بھی حصے میں آزاد نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ ایک غلام کی طرح

---

[15] صغرا مہدی، ہندوستان میں عورت کی حیثیت (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، 1980ء)، 28۔

Ṣughrā Mahdī, *Hindustān meṅ ʿAurat kī Ḥaisiyat* (Nai Dihlī: Taraqqī Urdū Bureau, 1980), 28

[16] منو سمرتی: ادھیائے 9، شلوک 194

Manu Smṛti, Adhyāya 9, Śloka 194.

[17] منو سمرتی: ادھیائے 9، شلوک 118

Manu Smṛti, Adhyāya 9, Śloka 118.

زندگی کے ایام گزارتی ہے۔ بچپن میں وہ ماں باپ کے تابع ہوتی ہے، جوانی میں شوہر کے ماتحت ہوتی ہے اور بڑھاپے میں بیٹوں کی نگرانی میں رہتی ہے۔ اس طرح اس کی تمام زندگی کا دارومدار دوسروں پر ہوتا ہے۔ دوسروں کے رحم وکرم پر اس کی زندگی کے منحصر ہونے اور کسی صورت میں اس کے آزاد نہ ہونے کی وجہ سے عورت کو کمزور وناتواں قرار دے کر اسے حقِ وراثت سے محروم کر دیا گیا۔

الغرض دھرم گرنتھوں اور مقدس متون سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہندو دھرم میں اگرچہ عورت کے لیے کوئی باقاعدہ قانونِ وراثت موجود نہیں ہے، وہ اپنی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لئے دوسروں کی محتاج ہے۔

بیوی، بیٹے اور غلام کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی، وہ جو کچھ کماتے ہیں ان کے مالک کا ہے۔[18]

یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ عورتوں کی معاشی آزادی وخوشحالی کے لیے ہندو مذہب میں دو طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک طرف اس کے ساتھ معاشی رحمدلی اور ہمدردی کا رویہ اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ تو دوسری طرف تو عورت کو بالکل حقیر مخلوق تصور کر کے اس کا ہر طرح سے معاشی استحصال کیا جاتا ہے۔

عورت کی ازدواجی حیثیت:

دیگر معاملات کی طرح ازدواجی حیثیت سے بھی ہندو تاریخ میں عورت کے لئے دو طرح کے رویئے پائے جاتے ہیں۔

روشن پہلو:

ابتدائی دور (ویدک دور) میں عورت کو "گھر کی ملکہ" کا درجہ دیا جاتا تھا۔ عورت کو شادی کے لئے انتخاب میں بھی آزادی حاصل تھی۔ وہ ہر معاملے میں شوہر کی ساتھی تصور کی جاتی تھی۔ گھر کے انتظامات، بچوں کی تربیت، مذہبی فرائض کی ادائیگی اور مذہبی رسومات میں شوہر کے ساتھ برابر کی شریک تھی۔

جو عورت مریض ہو لیکن خیر خواہ اور با مروت ہو تو اس کی اجازت سے وواہ کرنا چاہئے اور اس کی بے قدری ہر گز نہ کرنی چاہئے۔[19]

قابل اصلاح پہلو:

ویدک دور کے بعد عورت کا ازدواجی حیثیت سے مقام کمزور ہوتا گیا۔ شوہر، ہمسفر اور ساتھی کی بجائے پتی دیو (خدا کا روپ) متصور ہونے لگا۔ اس لئے عورت پر لازم ہو گیا کہ وہ شوہر کا ہر حکم بجالائے اور اپنا سارا وقت صرف اسی کی خدمت میں صرف کرے۔ دینی امور بھی شوہر کی اجازت کے بغیر گناہ تصور کئے جانے لگے۔

چونکہ عورت شادی ہونے پر شوہر کا ادھا انگ ہو جاتی ہے۔ اس واسطے عورتوں کے لیے علیحدہ یگیہ وبرت کرنا پاپ ہے۔ صرف شوہر کی خدمت کرنی چاہیے۔[20]

---

[18] منو دھرم شاستر: ادھیائے 8، شلوک 408

Manu Dharma Śāstra, Adhyāya 8, Śloka 408.

[19] منو سمرتی: ادھیائے 9، شلوک 82

Manu Smṛti, Adhyāya 9, Śloka 82.

[20] منو سمرتی: ادھیائے 5، شلوک 155

Manu Smṛti, Adhyāya 5, Śloka 155.

ستی کی رسم

ہندو تعلیمات کے مطابق شوہر کے مرنے پر اس کی بیوہ کا شوہر کی چتا میں جل کر مرنا "ستی" کہلاتا ہے۔ ستی ہونے والی عورت کو ماتمی لباس پہنانے کی بجائے شادی کے کپڑے پہنائے جاتے تھے۔ اگر شوہر کی موت کسی اور مقام پر ہو اور اس کی لاش میسر نہ ہو تو شوہر کی استعمال شدہ چیزوں کے ساتھ عورت کو ستی کیا جاتا تھا۔ جو عورت ستی کی رسم ادا کرتے ہوئے اپنے شوہر کے ساتھ اپنی جان دے دیتی ہے تو اس کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں اور وہ سورگ (جنت) میں جاتی ہے۔

جو بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہو کر مرتی ہے وہ ہمیشہ سورگ میں رہتی ہے۔[21]

رگ وید میں ہے:

یہ عورتیں (شوہر کے ساتھ جل رہی ہیں، اس لیے شوہر کی وجہ سے) بیوہ نہیں ہیں۔ ان کے جسموں پر گھی ملا ہوا ہے۔ آنکھوں میں سرمہ لگا ہے۔ یہ بنا آنسوؤں کے ہیں۔ اے آگ! یہ تم میں داخل ہو رہی ہیں۔ تاکہ یہ بے عیب اور خوبصورت عورتیں اپنے شوہروں سے جدا نہ ہوں۔[22]

ستی کی رسم کی وجہ سے کئی مقامات پر ہندوؤں میں بغاوت اور مذہبی نفرت پیدا ہو رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس مذہب میں اس رسم کو کسی حد تک بند کر کے سر منڈوانا، ساری عمر سفید لباس پہننا اور دوبارہ کبھی شادی نہ کرنے کی رسم نکالی گئی۔ اگرچہ کچھ عرصہ بعد سر منڈوانے کی رسم بھی کسی حد تک کم ہو چکی ہے۔ لیکن دوبارہ شادی نہ کرنا ابھی بھی رائج ہے۔ اور کثیر تعداد میں اس سے متعلق مذہبی تعلیمات مقدس متون میں پائی جاتی ہیں۔

بیوہ کی دوسری شادی نہ کرنے سے متعلق احکامات:

منو سمرتی میں بیوہ کی دوسری شادی نہ کرنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

بعد وفات اپنے شوہر کے دوسرے شوہر کا نام بھی نہ لیوے۔ اچھے مول پھل پھول سے حسبِ خواہش تھوڑا کھا کر صحیح البدن رہ کر اوقات بسر کرے۔[23]

دوسرے شوہر کے جماع کرنے سے عورت دنیا میں بدنام ہوتی ہے۔ اور گیدڑ کا جنم پاتی ہے۔ اور پاپ روگوں سے دکھی ہوتی ہے۔[24]

جو شوہر پرست عورت شوہر کے مرنے پر بنا مرد کے زندگی گزارتی ہے وہ لاولد ہونے پر بھی مجرد انسانوں کی طرح سورگ کو پاتی ہے۔[25]

---

[21] گروڑ پران: کھنڈ 29، ادھیائے 107، شلوک 1

Garuda Purāṇa, Khaṇḍa 29, Adhyāya 107, Śloka 1.

[22] رگ وید: منڈل 10، سکت 18، منتر 7

Ṛg Veda, Maṇḍala 10, Sūkta 18, Mantra 7.

[23] منو سمرتی: ادھیائے 5، شلوک 157

Manu Smṛti, Adhyāya 5, Śloka 157.

[24] منو سمرتی: ادھیائے 5، شلوک 164

Manu Smṛti, Adhyāya 5, Śloka 164.

[25] منو سمرتی: ادھیائے 5، شلوک 160

ہندوستان میں عورت کی حیثیت میں بیوہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

بیوہ کے ساتھ بد قسمتی کا تصور وابستہ ہے اور اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے وہ سماجی اور مذہبی تقاریب میں حصہ نہیں لے سکتی اس لیے کہ اس کی منحوسیت دوسروں کو نہ لگ جائے۔[26]

نیوگ سے متعلق احکامات

ہندو دھرم کا وہ دور جس میں عورت کا ہر لحاظ سے استحصال کیا گیا یہ ظالمانہ رواج بھی اس دور کا پیدا کردہ ہے۔ یہ رواج اس لئے معاشرے میں تخلیق کیا گیا تاکہ اگر کوئی مرد اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور اپنی نسل بڑھانا چاہے، یا اس دور میں بیوہ عورت کے لیے چونکہ دوسری شادی کی ممانعت تھی لیکن اگر وہ بے اولاد ہے تو وہ شادی کیے بنا، خاندان کے دیگر افراد سے مشاورت کے بعد خاندان کے کسی فرد سے ازدواجی تعلق قائم کر کے ایک بیٹا پیدا کر سکتی ہے۔ اس رواج کو "نیوگ" کہا جاتا ہے۔

اگر اولاد نہ ہو تو اپنے خاندان کے بزرگوں سے اجازت لے کر خاندان کے رشتہ داریاں دیور سے اولاد پیدا کرے۔[27]

والد کا حکم پا کر بدن میں گھی لگا کر خاموش ہو کر بیوہ عورت لڑکا پیدا کرے۔ سوائے ایک لڑکے کے دوسرا لڑکا کبھی پیدا نہ کرے۔[28]

منوسمرتی میں نیوگ کے ذریعے صرف ایک بچہ پیدا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جبکہ ہندو درہم کے دیگر گرنتھوں میں عورت کو دس بچے تک پیدا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسی طرح عورت کو اولاد کے لئے گیارہویں خاوند تک نیوگ کرنے کی اجازت ہے۔

اے عورت! تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارہویں خاوند تک نیوگ کر۔[29]

دوسری شادی کی اجازت

اگرچہ ہندو مذہبی گرنتھوں میں عورت کے لیے ستی، نیوگ اور دوسری شادی سے ممانعت کی تعلیمات کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن اگر ویدوں کا مطالعہ کیا جائے تو رگ وید اور اتھر وید کی تعلیمات کے مطابق بیوہ کو دوسری شادی کی اجازت ہے۔

جو عورت پہلے شوہر کو حاصل کر کے دوبارہ اس کے علاوہ شوہر کو پاتی ہے، دوبارہ بیوی ہونے والی عورت کے ساتھ یہ دوسرا شوہر ایک ہی گھر میں قیام کرنے والا ہو جاتا ہے۔[30]

Manu Smṛti, Adhyāya 5, Śloka 160.

[26] صغرا مہدی، ہندوستان میں عورت کی حیثیت (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، 1980ء)، 28

Ṣughrā Mahdī, *Hindustān meṅ ʿAurat kī Ḥaisiyat* (Nai Dihlī: Taraqqī Urdū Bureau, 1980), 28

[27] منوسمرتی: ادھیائے 9، شلوک 59

Manu Smṛti, Adhyāya 9, Śloka 59.

[28] منوسمرتی: ادھیائے 9، شلوک 60

Manu Smṛti, Adhyāya 9, Śloka 60.

[29] رگ وید: منڈل 3، سکت 28، منتر 5

Ṛg Veda, Maṇḍala 3, Sūkta 28, Mantra 5.

[30] اتھر وید: کانڈ 9، سکت 5، منتر 28-27

اگر کوئی عورت پہلے دس ایسے شوہروں سے شادی کرے جو برہمن نہ ہو، مگر آخر میں وہ برہمن سے شادی کرے تو وہی اس کا اصل شوہر ہے۔ صرف برہمن ہی حقیقی شوہر ہے نہ کہ چھتری اور ویش۔[31]

مندرجہ بالا تعلیمات عورت کی ازدواجی حیثیت کے اعتبار سے ملے جلے رجحان کی حامل ہیں۔ کہیں عورت کو ستی اور نیوگ جیسی قبیح رسومات سے نوازا جاتا ہے۔ تو کہیں شوہر کی وفات کے بعد اس سے دوسری شادی کا حق بھی چھین لیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف بیوہ کو دوسرے شادی کی اجازت دے کر اسے خود مختار زندگی گزارنے کا حق بھی دیا جاتا ہے۔

دیانند سرسوتی، رگ ویدی بھاشیہ میں اسی بات کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز ایسے مرد کو جس کی عورت مر گئی ہو، بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنے کی اجازت پائی جاتی ہے۔ بیوہ عورت کا اولاد کے لیے صرف اسی مرد سے نیوگ ہونا چاہیے جس کی عورت مر گئی ہو نہ کہ کنواری لڑکی سے اور اسی طرح کنوارے لڑکے کا بیاہ بیوہ کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے۔ گویا کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کا ایک ہی بار بیاہ ہوتا ہے اور نیوگ صرف بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کے مابین ہوتا ہے۔[32]

ہندو دھرم میں ماں کا مقام و مرتبہ

ہندو مذہب کی تعلیمات اور مقدس متون کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح ہندو مذہب میں بھی ماں کو نہایت بلند مقام، غیر معمولی احترام اور عظمت و فضیلت کے اعلیٰ درجات سے نوازا گیا ہے۔ ماں کو اپنی اولاد کے لیے دنیا کی بہترین اور مخلص ترین ہستی گردانا گیا ہے اور اسے خاندان، معاشرے اور بہترین مذہبی زندگی کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ ماں کو محبت، قربانی، پرورش اور روحانی تربیت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ ماں کی خدمت اور اطاعت کو نیکی، ثواب اور اعمال کی قبولیت کی وجہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے ماں کی اہمیت کو مختلف متون میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

رگ وید میں ہے:

زمین کی شہرت و بلندی ماں باپ کے مثل ہیں۔ یہ دونوں شیریں زبان اور خوبصورت سخی ہیں۔ یہ ہر ایک مصیبت میں ہماری حفاظت کرتے ہیں۔[33]

منو سمرتی میں والدین کی عظمت کو مزید کچھ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

Atharva Veda, Kāṇḍa 9, Sūkta 5, Mantra 27–28.

[31] اتھروید: کانڈ 5، سکت 17، منتر 8

Atharva Veda, Kāṇḍa 5, Sūkta 17, Mantra 8.

[32] دیانند سرسوتی، مہرشی سوامی، رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا (میرٹھ: مطبع ودیا درپن، 1898ء)، 135

Dayānand Sarasvatī (Maharṣi Svāmī), *Ṛgveda Ādi Bhāṣya Bhūmikā* (Mīraṭh: Maṭbaʿ Vidyā Darpaṇ, 1898), 135

[33] رگ وید: منڈل 5، سکت 43، منتر 1

Ṛg Veda, Maṇḍala 5, Sūkta 43, Mantra 1.

استادوں سے دس گنابڑا مرشد اور مرشد سے سو گنابڑا باپ اور باپ سے ہزار گناہ بڑی ماں عزت و مرتبے والی ہوتی ہے۔[34]

اچارج پرماتما کی صورت ہے۔ اور ماتا پرتھوی کی مورت ہے۔ اور پتا برہما کی مورت ہے۔ اور سگا بھائی اپنے گرو کی مورت ہے۔[35]

آدمی کے پیدا ہونے میں جو تکلیف ماں اور باپ سہتے ہیں اس کا عوض سو برس اُپکار کرنے سے بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ سب دیوتا روپ ہیں۔[36]

یعنی انسان کے سبھی رشتوں میں سب سے اونچا اور اعلیٰ مرتبہ ماں کا ہے۔ والدین کو بھگوان کا روپ قرار دیا گیا ہے۔

دھرم شاستروں میں ماں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو کتنی اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ ہم منتروں کے سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ ماں کے ساتھ عمدہ سلوک کو بڑی نیکی، عبادت اور جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

ان تینوں (ماں، باپ، اچارج) کی سیوا عبادت اعظم ہے۔ ان لوگوں کے حکم کے بغیر کوئی دوسرا دھرم نہ کرنا چاہیے۔[37]

یعنی ماں کی خدمت اتنا بڑا عمل ہے کہ وہ انسان کے لیے کافی ہے۔ یہی سب سے بڑا مذہبی فرض اور نیکی ہے۔ ان کی فرمانبرداری اور خدمت سے ہی دیوتا کو خوش کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی انسان دوسرا نیک عمل کرنا چاہتا ہے تو اسے پہلے اپنے والدین سے اجازت لینی چاہیے۔

جب تک یہ تینوں زندہ رہیں تب تک خود مختار ہو کر دوسرا دھرم نہ کریں۔ انہی کی خدمت، بھلائی اور مرضی میں رہے۔[38]

مندرجہ بالا تمام منتروں سے اس بات کی توضیح ہو جاتی ہے کہ ہندو مذہب میں بھی دیگر مذاہب اور اقوام عالم کی طرح ماں کی عزت و عظمت اور ان کی خدمت، حسن سلوک اور نرم خوئی کا درس دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ جنت کے حصول ذریعہ بھی ماں کی خدمت کو قرار دیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث / نتائج تحقیق

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندو معاشرے میں عورت کی حیثیت ہمیشہ یکساں نہیں رہی بلکہ ہر لحاظ سے سماجی، معاشی اور ازدواجی حیثیت میں وقتاً فوقتاً بدلاؤ آتا رہا۔ ویدک دور میں عورت ہر لحاظ سے مضبوط تھی، وہ سماجی، معاشی اور تعلیمی اعتبار سے نسبتاً زیادہ خود مختار تھی، اسے معاشرے اور خاندان کا اہم اور فعال فرد سمجھا جاتا تھا۔ لیکن بعد کے برہمن اور قرون وسطیٰ کے ادوار میں جب دھرم شاستروں کو مدون کیا گیا تو عورت کی آزادی اور خود مختاری کو ہر طرح سے محدود کر دیا گیا۔ اگرچہ بعد کے ادوار میں بھی عورت کو ماں کی حیثیت سے غیر معمولی ادب، احترام اور تقدس سے نوازا گیا لیکن اسے صرف خاندان اور گھریلو دائرے تک محدود کر دیا گیا۔ عورت کو ہر لحاظ سے کمزور، کمتر اور حقیر سمجھا جانے لگا۔ لیکن انیسویں اور بیسویں صدی میں اصلاحی تحریکوں کے بعد، اصلاح پسند مفکرین رام موہن رائے، سوامی وویکانند اور دیگر

[34] منوسمرتی: ادھیائے 2، شلوک 145

Manu Smṛti, Adhyāya 2, Śloka 145.

[35] منوسمرتی: ادھیائے 2، شلوک 227

Manu Smṛti, Adhyāya 2, Śloka 227.

[36] منوسمرتی: ادھیائے 2، شلوک 228

Manu Smṛti, Adhyāya 2, Śloka 228.

[37] منوسمرتی: ادھیائے 2، شلوک 229

Manu Smṛti, Adhyāya 2, Śloka 229.

[38] منوسمرتی: ادھیائے 2، شلوک 235

Manu Smṛti, Adhyāya 2, Śloka 235.

مفکرین نے عورت کے مقام اور مرتبہ کو بہتر بنانے کے لئے کوششیں کیں۔یہی وجہ ہے کہ ستی، نیوگ اور اس جیسی دوسری قبیح رسمیں اور رواج کا بڑے پیمانے پر خاتمہ ہوا۔

تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندو متون میں عورت کو ایک طرف مقدس اور قابلِ احترام ہستی کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جیسے ماں، دیوی یا گھر کی بنیاد کے تصور میں، جبکہ دوسری طرف عملی سطح پر اس کے لیے متعدد سماجی پابندیاں بھی بیان کی گئی ہیں۔ اس تضاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہبی تصورات اور معاشرتی عمل کے درمیان ہمیشہ مکمل مطابقت موجود نہیں رہی۔ ہندو متون مقدسہ کا متنی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ عورت کے مقام کا تعین صرف مذہبی تعلیمات کی بنیاد پر نہیں بلکہ سماجی، معاشی اور ثقافتی عوامل کے زیرِ اثر بھی رہا۔ اس طرح ہندو مقدس ادب میں عورت کا تصور ایک ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے جسے اس کے تاریخی پس منظر کے بغیر مکمل طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔

سفارشات:

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات تجویز کی جاتی ہیں:

ہندو مقدس متون کے مطالعے کو محض روایتی یا مذہبی زاویے تک محدود رکھنے کے بجائے سماجی اور ثقافتی تناظر میں بھی دیکھا جائے تاکہ عورت کے مقام کی جامع تفہیم ممکن ہو سکے۔

مستقبل کی تحقیقات میں ہندومت کے مختلف طبقات اور علاقائی روایات کا تقابلی جائزہ لیا جائے تاکہ عورت کے مقام کے متنوع پہلو مزید واضح ہو سکیں۔

مذہبی متون کی تعبیر و تشریح میں سماجی تقاضوں اور انسانی وقار کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے، تاکہ مذہب اور معاشرت کے درمیان توازن پیدا ہو سکے۔

بین المذاہب اور تقابلی مکالموں کے ذریعے عورت کے مقام کے حوالے سے مختلف مذہبی تصورات کے علمی مباحث کو فروغ دیا جا سکتا ہے، جو نہ صرف علمی تحقیق کو وسعت دے گا بلکہ سماجی ہم آہنگی میں بھی معاون ثابت ہوگا۔

مختلف مذاہب کے درمیان عورت کے مقام سے متعلق مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنے سے باہمی احترام اور افہام و تفہیم کو فروغ ملتا ہے، جو معاشرتی سطح پر رواداری، برداشت اور سماجی ہم آہنگی کے قیام میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔